تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰ شمارہ۰۱، ۲۰۲۳

Critical Review of Dr. Qari Muhammad Tahir's "Sharah Nafais-e-Iqbal"

ڈاکٹر قاری محمد طاہر کی ”شرح نفائس اقبال“ کا تنقیدی جائزہ

Farkhanda Mirza
EST Government Girls High School, Lalian, District Chiniot
Correspondence:

Copyright: © 2023 by the authors.

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract

Professor Dr Qari Muhammad Tahir was a legend of Faisalabad. He was a Qari of the Quran incarnate. He was a Professor of Arabic, remained Chairman of the Department of Arabic at Govt College University Faisalabad, and joined Riphah International University Faisalabad Campus on the invitation of renowned educationist Prof Dr Muddassir Ahmad. He issued monthly "Al Tajweed" to spread the correct pronunciation of the Holy Quran. He was the writer of several books. Sharah Nafais-e-Iqbal is the explanation of Iqbal's selected poetry. His style is lucid, relative, and logical. One of the highlights of "Sharh Nafais-e-Iqbal", whichever poems came up for interpretation, is the book in which they are included, he also quotes this book with a clear mention and gives a light introduction to it. Nafais-e-Iqbal includes poems by Bange Dara, Zarbe Kaleem, Bale Jibril, and Armaghane Hejaz. The reader did not forget to present the names of these books and a little introduction to each poem.

Keywords:
Muhammad Tahir, Sharah Nafais-e-Iqbal, Bange Dara, Zarbe Kaleem, Armghane Hijaz, Bale Jibreel, Iqbal

فیصل آباد نے علم کی دنیا میں بہت سے ایسے سپوت پیدا کیے جو شاعری اور نثر کے افق پر روشنی بکھیرتے رہے۔ ان میں ایک ایسا نام، جس نے نثر نگاری (کالم نگاری، مضمون نگاری، تفسیرِ قرآن، تجوید نگاری اور شرح اقبال) میں تحقیقی خدمات سرانجام دیں، وہ پروفیسر

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰شمارہ۱،۲۰۲۳

ڈاکٹر قاری محمد طاہر کا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ریٹائر ہونے کے وہ ڈاکٹر مدثر احمد کی دعوت پر رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد چلے گئے اور تاحیات صدر شعبہ کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ قاری محمد طاہر کی خدمات علم کے کسی ایک شعبے تک محدود نہ تھیں بلکہ ہر وہ پہلو جس پر بدلتے ہوئے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کرنا ضروری تھا، آپ نے اس کو اپنا موضوع بحث بنایا۔ قاری صاحب کے مضامین کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سادہ سی تحریر ہوتی ہے جس کا مضمون اپنے اندر بڑا گہرا مفہوم لیے ہوتا ہے۔ لطافت، نفاست کہ شائستگی قاری محمد طاہر کی تحریروں کا خاصہ رہا تحریر میں اتنی تاثیر ہوتی کہ پڑھنے والا بہت دیر تک لفظوں کے سحر سے باہر نہیں نکل پاتا۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے تو آپ کا اصل مضمون اسلامیات اور عربی ہے۔ مگر اُردو زبان سے بہت والہانہ لگاؤ نظر آتا ہے۔ اسی لیے ادبی مضامین اور اقبالیات کو اپنی تحریروں کا حصہ بنایا۔

قاری محمد طاہر کی تحریروں اور اقبال شناسی کا مطالعہ کرکے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال شناسوں میں وہ سرفہرست نہیں تو اول درجے کے مصنّفین کی فہرست میں ضرور شامل ہیں۔ قاری محمد طاہر کے بقول ان کی قلمی زندگی کا آغاز ہی اقبال سے ہوا۔ اقبال کا مطالعہ اور شوق وہ اس وقت سے رکھتے ہیں جب وہ نویں جماعت کے طالب علم تھے۔ قاری محمد طاہر نے جتنا مطالعہ قرآن اور قرآن و تجوید کا کیا اس طرح کی محنت اقبال کی شاعری اور خطبات کو سمجھنے میں کی۔ قاری محمد طاہر اپنی کتاب ''شرح نفائس اقبال'' کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> ''یہاں دل کی لگی کہنا چاہتا ہوں سچی بات ہے کہ اگر اقبال شناسی کا دعویٰ کروں تو تعلّی ہو گی، اقبال کا ناشناس کہوں تو اقبال شناسی کی نعمت کا منکر ٹھہروں۔ البتہ اقبال کے محبین میں سے ہونا میرا فخر ہے۔ الحمدللہ۔۔۔''(۱)

پھر اسی دیباچہ میں قاری صاحب بیان کرتے ہیں:

> ''اقبال کی محبت کا بیج میرے پرائمری کے استاد بابو خان نے میرے دل میں کاشت کر دیا تھا۔ عمر کے اس حصہ میں اقبال کی جان پہچان کا پتہ تو نہ تھا۔ جوں جوں عمر میں اضافہ ہوتا رہا۔ اقبالی ہونے کا ذوق اور اقبال کے مطالعے کا شوق بھی بڑھتا رہا۔ اس ذوق کی آبیاری میں والد محترم اور والدہ محترمہ کی دینی تربیت کا بڑا ہاتھ ہے۔''(۲)

اشعار پر مشتمل ''نفائس اقبال'' کتاب جو سیّد نفیس الحسینی نے ترتیب دی جنہوں نے علامہ اقبال کی کلیات سے چند اشعار کا انتخاب کیا۔ اس کی شرح کرنے کا شرف قاری محمد طاہر کو حاصل ہوا۔ قاری محمد طاہر کی نفیس الحسینی سے تعلق کی وجہ عالمی رابطہ اسلامی ادب پاکستان کا ممبر ہونا اور اقبال سے ان کے لگاؤ کی وجہ مذہبی خیالات اور قرآن سے محبت ہونا ہے۔

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد ۱۰ شمارہ ۱، ۲۰۲۳ء

قاری محمد طاہر کی "شرح نفائسِ اقبال" جن خصوصیات کی حامل ہے وہ زبان و بیان کی سادگی، کتاب کا تعارف، نظم کا مکمل تعارف، سابقہ اشعار کے ذریعے تشریح، اشعار کے حوالہ جات، قرآنی آیات کے حوالے، اقبال کے فلسفہ پر روشنی، تاریخی حوالہ جات کے ذریعے تشریح، مناسب الفاظ کا استعمال، واضح معنی و مطالب ہیں۔

قاری محمد طاہر کو اگر صحیح معنوں میں اقبال شناس کہا جائے تو یہ غلط نہ ہو گا۔ وہ اقبال کی شاعری کو اس قدر گہرائی میں جا کر سمجھتے ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور ایسا ہونا قدرتی امر ہے کیونکہ ایک ایسا شخص جو خدائے پاک کی کتاب "قرآن مجید" کا مطالعہ اتنی گہرائی تک کر سکتا ہے اتنی مفصل اور واضح تفسیر تحریر کر سکتا ہے تو اس کے لئے اقبال کی شاعری اور اس کے افکار کو سمجھنے میں دقت کیونکر پیش آسکتی ہے کیونکہ اقبال کی شاعری تمام اُن تعلیمات اور افکار کا نتیجہ ہے جو قرآن پاک میں موجود ہیں۔

نہ تو وہ پرانے ادیبوں کی طرح مشکل الفاظ کا استعمال کرتے ہیں نہ ہی صفحوں کو بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں ان کی تحریر قواعد و ضوابط کی پابندیوں سے آزاد ہوتی ہے روانی اور تسلسل کے ساتھ اپنی بات بیان کر دیتے ہیں۔

"شرح نفائس اقبال" کی ایک خاص بات جو بھی اشعار تشریح کے لئے سامنے آئے وہ جس کتاب میں شامل ہیں قاری صاحب اس کتاب کا واضح ذکر کے ساتھ حوالہ بھی دیتے ہیں اور اس کا ہلکا سا تعارف بھی پیش کرتے ہیں۔ نفائس اقبال میں بانگِ درا، ضربِ کلیم، بال جبریل، ارمغان حجاز کے اشعار شامل ہیں۔ ہر شعر کے ساتھ ان کتب کا نام اور تھوڑا سا تعارف پیش کرنا بھی قاری صاحب نہیں بھولے۔

قاری محمد طاہر صاحب کی شرح کی ایک قابل ذکر خصوصیت اس نظم یا غزل کا مکمل تعارف ہے جس کا شعر تشریح کے لئے موجود ہو۔ وہ نظم کب لکھی گئی؟ اس کو لکھنے کا مقصد کیا تھا؟ پہلی دفعہ کب پڑھی گئی؟ کب شائع ہوئی کس کس جگہ شائع ہوئی؟ کس کس مجلس میں پڑھی گئی؟ اور اس نظم میں اقبال نے کن افکار کو بیان کیا ہے؟ جس وقت نظم لکھی گئی اس وقت مسلم امہ کے حالات کیسے تھے؟ اور کن حالات کے تناظر میں یہ نظم لکھنے کی ضرورت پیش آئی؟ تعارف کے ساتھ ساتھ مکمل پس منظر بھی اس شرح میں ہر نظم کا بیان کیا گیا ہے۔ اس نظم کا ماضی کیا تھا؟ اس کی وجہ تسمیہ کیا تھی؟ اقبال نے کس کے کہنے پر یہ نظم لکھی اور اس وقت اقبال کیا سوچ رہے تھے؟

جب قاری محمد طاہر کو کسی شعر کی تشریح کرنا مقصود ہوتا ہے تو وہ پوری نظم کے اشعار کو پڑھتے اور سمجھتے ہیں صرف اسی شعر کی تشریح کر کے جان نہیں چھڑاتے۔ کیونکہ یہ ہر صاحب ادب جانتا ہے کہ نظم میں عنوان ایک ہی ہوتا ہے اور اشعار کا ایک تسلسل ہوتا ہے۔ چند اشعار میں لگاتار ایک ہی بات کو موضوع بحث بنایا جا رہا ہوتا ہے۔

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد ۱۰ شمارہ ۰۱، ۲۰۲۳

اقبال کی نظموں کو سمجھنا ہر صاحب علم کے بس کی بات نہیں ہے لہٰذا قاری صاحب کا خیال ہے کہ صرف ایک شعر کی تشریح کر دینے سے قارئین اس کی فکر تک نہیں پہنچ پائیں گے بلکہ پچھلے چار پانچ یا سات، آٹھ اشعار میں جو موضوع جاری تھا وہ پہلے قاری صاحب بیان کرتے ہیں اور پھر بتاتے ہیں کہ اس بات کو جاری رکھتے ہوئے علامہ اقبال نے اس شعر میں یہ بات بیان کی ہے۔

اس طرح تو پچھلے اشعار کو با قاعدہ لکھتے ہیں آسان الفاظ میں ان کے معنی و مطالب کو واضح کرتے ہیں اور پھر اس تسلسل کو بیان کرتے ہوئے اپنے مطلوبہ شعر کی تشریح کرتے ہیں اور ان کی اس خصوصیت کی وجہ سے قاری جو اس کتاب کا مطالعہ کر رہا ہوتا ہے بناء غور و فکر کئے ساری بات سمجھ میں آجاتی ہے۔

اس کے علاوہ دوسرے شاعروں کے اشعار یا اقبال کے دوسری نظموں کے اشعار بھی تشریح میں قاری محمد طاہر جگہ جگہ استعمال کرتے نظر آجاتے ہیں۔ اس حساب سے ان کو شارحین میں صف اول کا مقام حاصل ہو جانا چاہیے کہ وہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ مطالعہ کرنے والا قاری کسی بھی طرح سے معنی و مطالب سے محروم نہ رہ جائے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کا کوئی بھی قاری ادھورا امیج لے کر نہ جائے۔ بلکہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد وہ اقبال کے اس فلسفہ اور فکر کو آسانی سے سمجھ جائے۔ اور کسی کو بتانے کے قابل ہو جائے۔

قاری محمد طاہر چونکہ قرآن کے بھی عالم ہیں بلکہ قرآن انہوں نے سیکھا ہے ان کے علم کی سوچ صرف قرآن سے شروع ہوتی ہے اور یہیں تک جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے کوئی بھی مضمون ہو کوئی بھی موضوع ہو قرآنی آیات کا حوالہ اس میں ضرور موجود ہوتا ہے۔ وہ ہر پہلو کو اسلامی طرز پر پڑھنے پر زور دیتے ہیں۔

بقول قاری طاہر صاحب:

> ”ہم ایک مسلمان قوم ہیں جن کی تعلیمات قرآن و سنت ہیں۔ اور کوئی ایسی بات کوئی ایسا پہلو نہیں ہونا چاہیے جس میں قرآن کے منافی یا قرآن سے ہٹ کر کوئی بات ہو۔“(۳)

رہی بات اقبال کی شاعری کی تو وہ ویسے ہی قرآن کا پَرتو ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ اقبال نے اپنی تمام تر سوچیں تمام افکار قرآن سے ہی لی ہیں۔ اس لئے قاری صاحب نے قرآن کی آیات کا حوالہ دے کر ”اقبال“ کے افکار کی صداقت پر مہر ثبت کر دی ہے۔

اقبال کا ہر شعر ہر نظم میں ایک منفرد فکر منفرد فلسفہ لیے ہوئے ہوتا ہے اور بہت کم لوگ اس فکر تک پہنچ پاتے ہیں۔ مگر قاری محمد طاہر ان چند لوگوں میں سے ایک ہیں جو اقبال کے فلسفہ پر گہری نظر رکھتے ہیں اور ان کی گہرائی تک پہنچ پاتے ہیں جس کی مثال شرح نفائس اقبال ہے۔ جس کے ہر شعر کی تشریح میں اقبال کے فلسفہ کا واضح ذکر موجود ہے۔

تحریر
مجلہ زبان و ادب
جلد ۱۰ شمارہ ۱، ۲۰۲۳ء

قاری محمد طاہر چاہے کوئی مضمون لکھیں یا کالم اس کا پس منظر ان واقعات پر روشنی ضرور ڈالتے ہیں جو تاریخ میں ان سے منسلک ہوں اور جو ان کی وجہ بنے ہوں۔ اسی طرح جیسا کہ مثال موجود ہے علامہ کی نظم طلوع اسلام جو ۱۹۳۲ء میں لکھی۔ جس کا پس منظر بھی قاری صاحب نے اس تشریح میں بیان کیا۔

قاری صاحب کے بقول:

"یہ وہ زمانہ تھا جب ترک قوم اپنی بقا اور وجود کی جنگ لڑ رہی تھی۔ ترک جرنیل مصطفیٰ کمال پاشا نے سقاریہ کی جنگ میں یونانیوں کو شکست سے دوچار کر دیا تھا جبکہ مسلمان صدیوں سے نکہت و ادبار کی چکی میں پس پس کر بے حوصلہ اور نڈھال ہو چکے تھے۔ یاس کی کیفیت پورے عالم اسلام پر چھا چکی تھی۔ امید اور روشنی کی کرن کسی سمت دکھائی نہ دیتی تھی۔ اس عالم میں مسلمانوں کے ہاتھوں یونانیوں کی شکست سے مسلمان قوم میں کچھ حوصلہ اور بیداری کی لہر پیدا ہو گئی تھی۔"(۴)

اگر اس طرح تشریح کی جائے تو کوئی مطالعہ کرنے والا کیونکر نہ اس بات کو فوراً سمجھ پائے گا۔

قاری صاحب نے اپنی ہر تحریر میں فصیح و بلیغ قسم کی اردو استعمال کرنے کی بجائے بالکل درست اور مناسب لفظ استعمال کیے جن کی اس وقت ضرورت رہی ہو۔ ادھر ادھر کے لفاظی کے ذریعے مطالعہ کار کو گھمانے کی کوشش نہیں کی بلکہ واضح لفظ استعمال کرنے کی وجہ سے لوگوں کا قاری کی اصل بات تک پہنچ جانا ہی قاری صاحب کی شرح کا مقصد ہے۔

نفیس حسینی کی "نفائس اقبال" جس میں بانگ درا کی چار نظموں طلوعِ اسلام، خضرِ راہ، میں اور تو، دنیائے اسلام کے اشعار موجود ہیں۔ نظم طلوع اسلام کے چار اشعار کا انتخاب موجود ہے جو یہ ہیں:

۱۔ ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

۲۔ سبق پھر پڑھ صداقت کا ، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

۳۔ یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰ شمارہ۱، ۲۰۲۳

۴۔ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نا نوری ہے ناری ہے

پہلے شعر میں قاری صاحب بتاتے ہیں کہ اقبال نے دنیا کی ہوس پرستی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ساتھ ہی قاری صاحب نے قارئین کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا کہ اقبال ایسے وقت میں یہ درس دیتے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات پر کاربند ہو جاؤ اور بھائی چارہ، محبت و ہمدردی کی مثالیں قائم کر کے متحد ہو جاؤ جیسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا۔

حرص و ہوس نے انسانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے وہ گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ ذات پات اور رنگ و نسل نے انسانیت کو تباہ کر ڈالا ہے۔ لہذا تو اخوت کا پیغام پہنچا اور محبت کی زبان بن کر ان کو آپس میں جوڑ دے۔

اب یہاں صاف نظر آرہا ہے کہ بات ایک ہی ہے مگر دونوں نے اپنے اپنے تخیل کے حساب اپنی اپنی سمجھ سے بیان کیا ہے۔ قاری صاحب نے اس کا تانا بانا اسلامی نقطہ نظر سے جوڑ دیا ہے۔

اسی طرح دوسرے شعر میں قاری صاحب تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"اقبال مسلمانوں کو اپنے اندر تین خصوصیات پیدا کرنے کا درس دے رہے ہیں۔ صداقت، شجاعت اور عدالت کا اور قاری صاحب کہتے ہیں کہ ان تینوں چیزوں کی موجودگی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔"(۵)

اس شعر کو وضاحت دینے کے لئے قرآن پاک کی آیت سے اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کونو مع الصادقین"

صادقین میں شامل ہو جاؤ

طلوع اسلام کے تیسرے منتخب شدہ شعر کی تشریح کرتے ہوئے قاری صاحب بتاتے ہیں کہ علامہ کے نزدیک زندگی مسلسل جہاد کا نام ہے اس جہاد میں جو چیزیں بطور اسلحہ ضروری ہیں وہ پختہ یقین، ایمان، محبت اور خلوص ہیں اور یہی مسلمانوں کا اسلحہ ہے جو ہر میدان میں تلوار کا کام دیتا ہے۔ اس شعر کی تشریح بھی قرآن کی آیات کے تناظر میں کرتے ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

"لوگوں کو دین اسلام کی طرف بلاتے رہو، دعوت دیتے رہو، حکمت و دانائی کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور اچھے طریقہ سے بحث و مباحثہ کے ساتھ۔"(۶)

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد ۱، شمارہ ۱، ۲۰۲۳

یہاں تک یہ بات ثابت ہوگئی کہ قاری محمد طاہر کے پاس ہر چیز کا حل صرف اور صرف قرآن کا مطالعہ میں موجود ہے۔

طلوع اسلام کا چوتھا شعر جو اس کتاب کے منتخب اشعار میں ۴۰ نمبر پر موجود ہے اس شعر کی تشریح کرنے سے پہلے بھی قاری محمد طاہر سابقہ اشعار کو سامنے رکھتے ہیں اگرچہ ان کے خیال میں ہر شعر جداگانہ موضوع رکھتا ہے لیکن تخیل کے اعتبار سے تمام اشعار باہم مربوط ہیں۔ اس شعر میں بقول قاری صاحب علامہ بیان کرتے ہیں کہ انسانی ترقی کی اصل اعمال صالحہ ہیں محض مادی ترقی انسان کو بام عروج پر نہیں پہنچا سکتی لہذا انسان کو ایمان اور عمل صالح کی جستجو کرنی چاہیے۔ اس شعر میں بھی قرآنی آیت کا حوالہ دیتے ہیں اور قاری محمد طاہر کے بقول یہ شعر ہی اس آیت کی تشریح ہے۔

''زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ'' (۷)

(سورۃ البقرۃ: آیت ۲۱۲)

اس کے بعد بانگ درا کی دوسری مشہور نظم خضر راہ سے شعر منتخب کئے گئے ہیں جو بالترتیب یہ ہیں۔

۱۔ نسل قومیت کلیسا سلطنت تہذیب رنگ
خواجگی نے خوب چن چن کے بنائے مسکرات

۲۔ اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرِّ آدم ہے ضمیر کن فکاں ہے زندگی

قاری محمد طاہر نے ان اشعار کی تشریح سے پہلے خضرِ راہ مکمل تعارف پیش کیا کن حالات کے تناظر میں لکھی گئی ان سب باتوں کا جائزہ لینے کے بعد اس کی تشریح کی طرف آئے ہیں:

"علامہ کا یہ شعر پاکستان کے معروضی حالات میں مسلمانوں کو دعوت عمل دے رہا ہے کہ وہ لسانی، علاقائی عصبیت سے باہر نکل کر مسلمان قوم کی حیثیت سے زندگی بسر کریں وگرنہ علاقائیت، رنگ و نسل اور ذات برادری کے تعصبات پاکستان کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیں گے۔" (۸)

اب اس شعر کو اقبال نے جس وقت لکھا اس وقت پاکستان کا قیام بھی نہیں ہوا تھا مگر قاری صاحب اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ واقعی اقبال نے جو ۸۰ سال پہلے لکھا وہ آج بھی سچ ثابت ہو رہا ہے۔

خضرِ راہ کے دوسرے شعر کی تشریح کرنے سے پہلے قاری صاحب بیان کرتے ہیں کہ خضرِ راہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا عنوان ہے شاعر، پھر جوابِ خضر بڑا عنوان ہے اور آگے سے جواب خضر کے چار ذیلی عنوانات یعنی صحرانوردی، زندگی، سلطنت، سرمایہ و محنت، دنیائے اسلام ہیں۔ اس سفر میں اقبال انسان کو قوت عمل کی طرف راغب کرتے ہیں۔ اور دعوت دیتے ہیں کہ اگر زندہ رہنا ہے تو اپنے زور بازو پر بھروسہ کرو۔ اور اس کی اہمیت بھی اس آیت قرآنی سے واضح کرتے ہیں۔

لیس للانسان الا ما سعیٰ

ترجمہ: انسان کو وہی کچھ حاصل ہوتا ہے جس کی وہ جدوجہد کرتا ہے۔ بغیر جدوجہد کے انسان کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔

بانگ درا کی نظم "دنیائے اسلام" سے ایک شعر کا انتخاب ہے:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

اس شعر کو قاری صاحب اقبال کی خواہش قرار دیتے ہیں کہ اقبال چاہتا ہے کہ مسلمان متحد ہو جائیں اور اکٹھے ہو کر حرم کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دیں۔ اس شعر کو بھی منسوب کر دیا اس قرآنی آیت کے ساتھ جس کا ترجمہ ہے۔

"اور اللہ کی رسی کو اکٹھے ہو کر مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں نہ پڑو" (۹)

(آلِ عمران آیت ۱۰۳)

اسی طرح بانگِ درا کی نظم "میں اور تو" سے منتخب شعر یہ ہے:

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

سننے اور پڑھنے میں آیا ہے کہ یہ بہت مشکل نظم ہے اس میں بہت مشکل الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ مگر قاری صاحب نے اس قدر خوبصورتی اور آسان الفاظ میں اس کی تشریح کی ہے کہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ اس نظم میں کوئی مشکل لفظ بھی ہو گا۔ اس شعر کی تشریح سے پہلے پچھلے تمام اشعار کے تسلسل کو جاری رکھا کہ ساری نظم کی ہی تشریح کر ڈالی۔ قاری صاحب نے اس سے پہلے شعر کی تشریح کا جو خلاصہ بیان کیا ان کے مطابق

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰شمارہ۰۱، ۲۰۲۳

"پہلے شعر میں چار شخصیتوں کا تذکرہ ہے۔ایک کلیم، دوسرے خلیل، تیسرے سامری، چوتھے آزر ۔پہلی دو ایمان کی اور آخری دو کفر کی نشانی ہیں۔"(۱۰)

پھر مزید اشعار کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"علامہ کے مطابق پوری مسلمان قوم کے کسی فرد میں انفرادی طور پر حضرت موسیٰ کی طرح اللہ سے ملاقات کا جذبہ اور آرزو موجود ہے اور نہ ہی پورے مسلمانوں میں اجتماعی طور پر ابراہیم خلیل اللہ جیسا ایمان ہے۔ایک اللہ پر کامل ایمان کی بجائے دھن دولت، زرزمین اور مال کو اپنا خدا بنایا ہوا ہے تو لا الہ الا اللہ کی صدا بھلا کہاں سے آسکتی ہے۔اب مسلمانوں کے پاس رنج و غم کی داستان کے علاوہ کچھ نہیں رہا۔ مسلمانوں کی اس کیفیت کے تناظر میں حوصلہ دیتے ہوئے علامہ فرماتے ہیں"(۱۱)

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

قاری صاحب نے اس شعر اور پچھلے تمام اشعار کا خلاصہ قرآن کی اس آیت میں سمیٹ دیا ہے۔

"اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں اور وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہو۔پس جو سچے مومن ہوں ان کو اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔"(۱۲)

اس شعر کی تشریح غلام رسول مہر اپنی کتاب میں یوں کرتے ہیں۔

"اگر تمہاری خاک میں زندگی کی کوئی چنگاری موجود ہے تو غریبی اور دولت مندی کا ذرا خیال نہ کر تو نہیں جانتا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی قوت کا مقابلہ کوئی نہ کر سکتا تھا اور وہ جو کی روٹی کھاتے تھے یعنی ظاہری اسباب سے محروم ہونے کے باوجود وہ کفر کی ساری دنیا پر بھاری تھے۔"(۱۳)

علامہ اقبال کی اردو اور فارسی نظموں پر مشتمل کتاب کا نام ارمغان حجاز ہے۔شرح نفائس اقبال میں ارمغان حجاز کی جن نظموں کے اشعار موجود ہیں ان میں بڈھے بلوچ کی بیٹے کو نصیحت، ضیغم لولابی کی بیاض، ملازادہ ضیغم لولابی کی بیاض، رباعی نمبر ۱۱ شامل ہیں۔ان نظموں میں سے

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد ۱۰ شمارہ ۰۱، ۲۰۲۳

چار اشعار ہیں جو اس شرح میں موجود ہیں۔ انہوں نے نظم "بڑھے بلوچ کی بیٹے کو نصیحت" کے مندرجہ ذیل شعر کا انتخاب کیا ہے:

افراد کے ہاتھوں میں اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

یہ نظم گیارہ اشعار پر مشتمل ہے اور یہ اس نظم کا پانچواں شعر ہے۔ یہ اس نظم کا بہت مشہور شعر ہے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے قاری محمد طاہر اس آیت کا حوالہ دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

"وخلقنا کل شئً زوجین اثنین"

"ہم نے ہر چیز کا جوڑا بنا کر پیدا کیا۔ ہر چیز میں جوڑے کی تخلیق کا بنیادی مقصد تخلیق معاشرہ ہی تھا۔ تخلیق آدم کے بعد حوّا کے وجود کی ضرورت، پھر نسل انسانی کا پھیلاؤ اور اولاد آدم کا علاقوں میں بکھرنا، مختلف علاقوں میں قیام کرنا، معاشرتی اعتبار سے قبائل کا باہم نظم و ضبط، اس کے اصول و فروغ سب کے سب اسی عنوان کے مختلف زاویے ہیں فرد اگرچہ ایک اکائی ہے تاہم ایک فرد کا منفی یا مثبت کردار پورے معاشرے پر اثر انداز ہوتا ہے۔" (۱۴)

اس شعر کی تشریح میں قاری صاحب بیان کرتے ہیں:

"اس جگہ علامہ نے فرد کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ ساتھ ہی اسے مسلسل کوشش کرنے اور ہمت بلند رکھنے کی تلقین بھی کی ہے۔ جس قوم کے افراد میں قوت محرکہ ہو گی اور فرد اس سے کام لے کر آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا۔ اسی قوم میں اجتماعی حیات کا شعور بیدار ہو گا اور فرد کی مساعی قومی مساعی کو جنم دے گی۔" (۱۵)

ساتھ ہی قاری صاحب نے یہ بھی کہہ دیا کہ علامہ کا یہ تصور قرآنی آیات سے ماخوذ ہے۔ قرآن پاک میں ہے:

"لیس للانسان الا ماسعیٰ"

انسان کا حصہ اس کی کوشش اور کارکردگی ہی کے بقدر ہے۔

ساتھ قاری صاحب اشعار سے اس شعر کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد ۱۰ شمارہ ۰۱، ۲۰۲۳

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

ایک اور جگہ وہ فرد کی بقا اور معاشرے کے وجود کو لازم و ملزوم گردانتے ہیں۔ علامہ فرماتے ہیں:

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ

اسی طرح نظم "ضیغم لولابی کی بیاض سے" شعر کی تشریح کچھ یوں کرتے ہیں:

آن عزم بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیر پدر خواہی بازوئے پدر آور

یہ شعر "ضیغم لولابی کی بیاض" سے لیا گیا ہے۔ اس عنوان کے تحت علامہ نے انیس نظمیں لکھی ہیں۔ اس نظم کا اٹھارہواں نمبر ہے جس کا صرف ایک ہی شعر ہے۔ قاری صاحب کی شرح کے مطابق اس شعر میں چار چیزیں وضاحت طلب ہیں؛ عزم بلند، سوزِ جگر، شمشیر پدر، بازوئے پدر۔ عزم ارادے کو کہتے ہیں۔ عزم بلند یعنی بلند ارادہ۔ سوز جگر، جگر کی جلن، مراد ہے دلی تڑپ۔ شمشیر پدر، والد کی تلوار اور بازوئے پدر کا مطلب ہے والد کے بازو۔ شعر کی تشریح بہت ہی سادہ الفاظ میں قاری صاحب یوں بیان کرتے ہیں۔

> کہ اس شعر میں علاقہ کے مسلمانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کا خوب خوب تذکرہ ہے اور وہ سب سے پہلے اشارۃً مسلمانوں کے ماضی کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا ماضی بڑا تابناک تھا۔ پر شکوہ تھا۔ مسلمان عرب کے رہگزاروں سے اٹھے اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے وسیع علاقے پر چھا گئے۔

قاری محمد طاہر مزید بیان کرتے ہیں کہ:

> اسی تناظر میں علامہ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، دنیا میں اگر ترقی کرنا چاہتے ہو اور اپنے نشان عظمت ماضی کو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہو تو اپنے اسلاف جیسا حوصلہ، ارادہ اور بلند ہمتی اپنے اندر پیدا کرو اور اپنے اسلاف جیسا سوز جگر پیدا کرنے کی کوشش کرو یہی وہ ہتھیار تھے جن کے ذریعہ ماضی میں ان کو کامیابیاں حاصل ہوئیں۔(۱۶)

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد ۱۰ شمارہ ۱، ۲۰۲۳ء

یہاں شمشیر پدر خواہی سے مراد مسلمانوں کی عظمت رفتہ ہے۔ بازوئے پدر آور سے مراد اپنے اندر اپنی اسلاف جیسی صفات پیدا کرو۔ قاری محمد طاہر کے بقول علامہ کی یہ فکر قرآن کی اس فکر سے مستعار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"تم کمزوری نہ دکھاؤنہ ہی غمگین ہو یاد رکھو تم ہی بلند وبالا ہو گے"

(آل عمران۔ آیت ۱۳۹)

نظم "ملازادہ ضیغم لولابی کی بیاض سے" سے جس شعر کا انتخاب کیا ہے وہ یہ ہے:

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلمان بنا کے تقدیر کا بہانہ

یہ شعر نفائس اقبال میں ۲۸ نمبر پر موجود ہے یہ بھی ارمغان حجاز سے انتخاب ہے۔ نظم کا عنوان ہے "ملازادہ ضیغم لولابی کا بیاض"۔ قاری صاحب اس کے عنوان کا مطلب بھی واضح کرتے ہیں:

ضیغم کا مطلب---------شیر

لولاب------------کشمیر میں ایک جگہ کا نام

اس کے ساتھ ہی قاری صاحب نے نامور محدثین کا ذکر بھی کر دیا۔ قاری صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس جگہ سے بہت سے محدثین کا تعلق ہے۔ جن میں سید انور شاہ کشمیری، علامہ انور شاہ، مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی محمد شفیع، مولانا شبیر احمد عثمانی شامل ہیں۔ یہ اس عنوان کے تحت لکھی گئی پندرھویں نظم ہے اور اس کا شعر نمبر ۵ ہے۔ اشعار کی کل تعداد چھ ہے۔ اس شعر کی تشریح قاری محمد طاہر نے یوں کی۔

"مسلمان عجیب قوم ہے کہ اس نے اپنی بے عمل اور پست ہمتی کے لئے تقدیر کا بہانہ گھڑ لیا ہے اور اپنی بے عملی بے راہ روی کو چھپانے کے لئے مسلمان یہ کہہ کر اپنا دل مطمئن کر لیتا ہے کہ تقدیر کا خالق اللہ ہے۔ لہذا اگر ہم بے عمل و پست ہمت ہیں تو کیا ہم تو راضی برضائے الٰہی ہیں۔ ہمیں شریعت کا یہی حکم ہے۔ علامہ یہ فرمارہے ہیں کہ تقدیر کا یہ مفہوم غلامانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے وگرنہ تقدیر یہ نہیں سکھاتی کہ انسان ہاتھ توڑ کر بیٹھ جائے اور اپنی پست ہمتی کے جواز میں عقیدہ تقدیر کو ڈھال بنالے۔"

اقبال نے اس مذکورہ سوچ اور فکر کی مذمت کے لئے خدا فریبی اور خود فریبی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اور تعجب کے انداز میں فرماتے ہیں:

خبر نہیں کیا ہے نام اس کا خدا فریبی یا خود فریبی

اسی تصور کی وضاحت کرتے ہوئے شارح اقبال پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ تقدیر کا یہ غلط مفہوم جس کی رو سے مسلمان تارک الدنیا اور تارک العمل ہو جاتا ہے، ابلیس کا پیدا کردہ ہے چنانچہ وہ خود اعتراف کرتا ہے:

؎میں نے ناداروں کو سکھایا سبق تقدیر کا

اسلام تو سراسر عمل کا پیغام ہے اور عمل صالح کا دوسرا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کی ۲۳ سالہ زندگی عمل صالح اور جہاد فی سبیل اللہ کی زندہ تفسیر اور قرآنی تعلیمات کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔" (شرح ارمغان حجاز صفحہ ۲۳۱)

رباعی نمبر ۱۱ کا منتخب شعر یہ ہے:

چو می گویم مسلمانم ، بلرزم
کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

یہ شعر نفائس اقبال میں پانچویں نمبر پر موجود ہے اور ارمغان حجاز کے فارسی کلام سے انتخاب ہے۔ اس کا ترجمہ قاری محمد طاہر یوں کرتے ہیں:

"جب میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو کانپ کانپ اٹھتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

پیش نظر رباعی کا عنوان حضور رسالت ﷺ کی رباعیات ہے۔ یہ مصرعہ گیارہویں رباعی کا ہے۔ ارمغان حجاز کے فارسی مجموعے کے دو عنوانات ہیں؛ حضور حق، حضور رسالت ﷺ۔ قاری محمد طاہر نے اس شعر کی تشریح کے لئے پوری رباعی کے اشعار کا ترجمہ اور تشریح بیان کی ہے۔ قاری محمد طاہر بیان کرتے ہیں کہ بالکل اس بات کو اقبال نے اپنے اردو کلام میں بھی کیا ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

قاری محمد طاہر اس کی تشریح میں بیان کرتے ہیں:

"لوگوں نے مسلمانی کے اقرار کو بڑا آسان خیال کیا ہوا ہے حالانکہ یہ اقرار معمولی بات نہیں ہے۔ یہ الفت کی شہادت گاہ میں قدم رکھنے جیسا عمل ہے۔ اس اقرار کے بعد پریشانیوں، دقتوں اور مصیبتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔"(۱۷)

پروفیسر قاری محمد طاہر ایک نابغہ تھے۔ انہوں نے اقبال کے کلام کی شرح ایک مختلف انداز میں کی، جس میں انہوں نے بتایا کہ اقبال کے کئی اشعار قرآنی آیات سے ہی منسلک ہیں۔

حوالہ جات

۱. ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی: "پاکستان میں اقبالیاتی ادب ۱۹۴۷ء۔۲۰۰۸ء" ص ۳۸
۲. پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر: دیباچہ "شرح نفائس اقبال" عالمی رابطہ ادب، پاکستان ص ۱۲
۳. علامہ محمد اقبال: "مکتوب بنام شاد" (مرتبہ) عبداللہ قریشی بزم اقبال، لاہور، ۱۹۸۵ء ص ۳۷۵۔۳۶۵
۴. محمد عبداللہ قریشی (مرتب): "مکاتیب اقبال بنام گرامی" اقبال اکادمی، کراچی، ۱۹۶۹ء ص ۲۶۳۔۲۶۵
۵. ایضاً، ص ۳۵۹
۶. بشیر احمد ڈار: "انوار اقبال" اقبال اکادمی، لاہور، ۱۹۹۷ء ص ۳۳۔۳۴
۷. پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر: دیباچہ "شرح نفائس اقبال" عالمی رابطہ ادب، پاکستان، ص ۵
۸. ایضاً، ص ۶
۹. پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر: دیباچہ "شرح نفائس اقبال" عالمی رابطہ ادب، پاکستان، ص ۷
۱۰. ایضاً، ص ۱۵
۱۱. ایضاً، ص ۱۶

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد ۱۰ شمارہ ۰۱، ۲۰۲۳

۱۲. ایضاً، ص ۱۶
۱۳. امجد سلیم علوی: "اقبالیات از مولانا غلام رسول مہر" مہر سنز، لاہور، ۱۹۸۸ء
۱۴. ایضاً، ص ۴۰
۱۵. ایضاً، ص ۴۱
۱۶. ایضاً، ص ۴۱
۱۷. ایضاً، ص ۴۲